تذکرہ بانی و جامعہ علوم اثریہ جہلم

تحریر: حافظ محمد اسلم شاہدروی معاون ناظم طبع و تالیف مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب

آغازِ کلام:

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین وعلی آلہ و صحبہ أجمعین و من تبعھم باحسان الی یوم الدین أمابعد: فأعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرجیم ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ و قال النبی ﷺ (اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثَلاث، صدقة جاریة أو علم ینقفع بہ أو ولد صالح یدعولہ) [رواہ مسلم].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''علماء ہی اللہ سے ڈرنے والے ہیں'' اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''انسان کے مرجانے کے بعد جن عملوں کا ثواب اس کو پہنچتا رہتا ہے اُن میں سے ایک وہ علم بھی ہے جس سے نفع حاصل کیا جائے'' اس علم سے مُراد علم دین جو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں نفع دیتا ہے اس علم کو حاصل کرنے کیلئے علماء کا وجود ضروری ہے۔ جبکہ علماء مدارس سے نکلتے ہیں۔ لہٰذا: ان مدارس کا وجود بسا غنیمت اور بہت بابرکت ہے۔ جس جامعہ میں ہم اس وقت موجود ہیں اور جس کا تذکرہ مقصود ہے اس جامعہ کا حجرِ اساسی ۲۹ ستمبر ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۱ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ کو امام کعبہ کے دستِ مبارک سے نصب کیا گیا۔ بانی جامعہ حضرت مولانا حافظ عبدالغفور اس جامعہ کے وجود کیلئے بہت کوشاں تھے۔ یہ سوچ اُس وقت مزید پروان چڑھنے لگی جب اس سے قبل اُن کے ایک نہایت قریبی دوست اور ممتاز عالم دین فضیلۃ الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندی عیدگاہ اہل حدیث میں خطبہ عید میں اس جامعہ کے خدوخال اور مقاصد کا ذکر کر چکے تھے۔ الشیخ عبدالقادر السندی مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد معہد الحرم المکی الشریف میں اور پھر اپنی مادرِ علمی مدینہ یونیورسٹی میں زندگی بھر مدرس رہے۔ متعدد کتب بھی عربی زبان میں تالیف کیں۔ دو یا زائد مرتبہ ملاقات میں نہایت شفقت سے پیش آئے۔ اُنہوں نے ۲۵۔ مارچ ۱۹۹۹ء کو وفات پائی۔ اور سرزمین مقدس مدینہ منورہ میں دفن کئے گئے۔ رحمۃُ اللہ رحمۃً واسعۃً.
اس خطبہ عید کے بعد یہ کوششیں تیز تر کردی گئیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی ۱۹۷۹ء کی جہلم کی اہل حدیث کانفرنس ہے۔ جو ۲۸، ۲۹، ستمبر کو منعقد کی گئی۔

امام کعبہ کی آمد: امام کعبہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل حفظہ اللہ کو کانفرنس میں خطاب اور جامعہ کے سنگ بنیاد کیلئے دعوت دی گئی۔ موصوف ۲۷۔ستمبر کو اسلام آباد ائیر پورٹ پر اُترے اور گاڑیوں کے قافلہ میں جہلم تشریف لائے۔ یہاں دو روزہ اہل حدیث کانفرنس تھی۔ اس کانفرنس میں شرکت کیلئے ملک بھر سے احبابِ جماعت جوق در جوق جہلم پہنچے۔ پاکستان بھر سے تمام نمایاں علماء کرام بھی تشریف لائے۔ حضرت امام کے خطبہ کا ترجمہ خطیب ملت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ (شہید ۳۰۔مارچ ۱۹۸۷ء) نے کیا۔ یہاں پر بعض غیر اہل حدیث حسد میں جل کر کوئلہ بن گئے۔ امام کعبہ اور اہل حدیث کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا گیا۔ فتوے لگائے گئے۔ لیکن غیر اہل حدیث بھی بڑی تعداد میں پہنچے۔ راقم کے والد صاحب اس وقت تک غیر اہل حدیث (بریلوی) تھے وہ بھی حضرت امام کعبہ کی زیارت کیلئے اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ ۲۹۔ستمبر کی شام کو جامعہ علوم اُثریہ کا سنگ بنیاد اس جگہ پر رکھا گیا جہاں آج کل جامعہ اُثریہ للبنات چل رہا ہے۔ یہاں پہلے عیدگاہ اہل حدیث تھی۔ مقامی طور پر حضرت حافظ عبد الغفور رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں سید یونس علی شاہ بخاری ایڈووکیٹ بھی تھے جن کی رہائش دریائے جہلم کے کنارے مسجد افغاناں کے قریب تھی۔ بیرون جہلم کے احباب میں سے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے ناظم قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری مرحوم (۱۵۔اکتوبر ۱۹۹۶ء) اور ہفت روزہ اہلحدیث کے مدیر اعلیٰ جناب محمد بشیر انصاری کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

بانی جامعہ علوم اُثریہ: محترم مولانا حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ اُٹھواں جاگیر فتح پور ضلع اوکاڑہ میں ۱۰۔اپریل ۱۹۲۴ء بروز جمعرات پیدا ہوئے ہجری تاریخ ۵۔شعبان ۱۳۴۲ ہجری تھی۔ والد کا نام حاجی محمد اسماعیل ہے۔ یہ علاقہ بنگلہ گوگیرہ کے قریب ہے۔ اُس وقت اس علاقہ کا ضلع منٹگمری (موجودہ ساہیوال) تھا۔ اور بنگلہ اس کا صدر مقام تھا۔ حاجی میاں محمد اسماعیل متدین شخص اور حافظ محمد صاحب لکھوی کی کتب بھی گھر میں پڑھ لی تھیں۔

باقاعدہ دینی تعلیم عینو آنہ، جھوک دادو، دھیر دے ڈوگراں، مدرسہ محمدیہ لکھوکے، مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ اور ماموں کانجن سے حاصل کی۔ میاں محمد باقر جھوک دادو والے اور صوفی محمد عبداللہؒ اوڈانوالہ سے خاص استفادہ کیا۔ حضرت حافظ محمد محدث گوندلویؒ کے تلمیذ خاص تھے۔ ابتدا میں گھی اور کپاس کی فروخت کا کام کرتے رہے جو وہ دیہات سے حاصل کرتے اور لاہور یا لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں فروخت کرتے تھے میاں محمد باقرؒ نے آپ

کو اس غیر علمی مشغلہ سے روک دیا۔ اور مدرسہ خادم القرآن والحدیث کے اس حصہ میں مدرس مقرر کر دیا جو تاندلیانوالہ کی مرکزی مسجد میں تھا۔

۱۹۵۴ء میں راولپنڈی کی جماعت کی دعوت پر مرکزی مسجد اہل حدیث میں مدرسہ تدریس القرآن والحدیث جاری کیا۔ یہاں آپ دو (۲) برس مدرس رہے۔ اس دوران جامع مسجد اہل حدیث چک بازار راولپنڈی صدر میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۵۶ء میں واپس تاندلیانوالہ چلے گئے۔ دو برس تک تدریس کی۔

۱۹۵۸ء میں جہلم میں مرکزی مسجد اہل حدیث میں امامت وخطابت کی ذمہ داری لے لی۔ چونکہ آپ کا مزاج تدریسی تھا۔ لہٰذا دو سال کے بعد بوجوہ جہلم سے پھر فیصل آباد چلے گئے۔

جہاں ۱۹۶۲ء تک تقریباً تین برس جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مدرس رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جامع مسجد اہل حدیث منٹگمری بازار فیصل آباد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۶۲ء کو جہلم کی جماعت کا ایک وفد فیصل آباد گیا۔ جن کے پُر زور اصرار پر آپ پھر جہلم آ گئے۔ قدرت کو یہی منظور تھا کہ جغرافیائی اور ذہنی اعتبار سے اس سنگلاخ علاقہ میں آپ پہنچے۔ آپ بہترین خطیب و مدرس تھے۔ چند کتب اور مضامین بھی لکھے۔ بعض مناظرے بھی کئے۔ گویا بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ۳۔ صفر ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز جمعرات اذان عصر کے وقت آپؒ نے وفات پائی۔ اگلے روز آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کا جنازہ جہلم شہر میں تاریخی تھا۔ نماز جنازہ امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ نے پڑھائی۔ یاد رہے کہ آپ جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب کے امیر تھے۔

جہلم میں جماعت اہل حدیث: دریا کے کنارے آباد یہ چھوٹا سا شہر جو کبھی بڑا ضلع ہوتا تھا۔ بعد میں اسے چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ جب سے حدیث ہے اس وقت سے اہل حدیث ہیں۔ برصغیر کے بیشتر حصوں کی طرح یہاں بھی ولی اللّٰھی خاندان کی تدریسی خدمات سے فیض یافتگان نے عمل بالحدیث کے کاروان کی باقاعدہ داغ بیل ڈالی۔ حافظ عبدالغفور صاحب کی تحریر کے مطابق شیخ الحدیث حضرت سید میاں نذیر حسین دہلوی کے تلامذہ میں سے میاں نعمان اس شہر میں ابتداً جماعت حق کے روح رواں بنے۔ پھر اُن کے بھائی مولانا سُلطان محمود۔ پھر کوٹلہ آئمہ کے رہنے والے مولانا احمد علی کاروانِ عمل بالحدیث کی قیادت کا عظیم فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ یہ جہلم میں

تحریک اہل حدیث کا دورِ اول ہے۔ دورِ ثانی میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کی راہنمائی میں مولانا کبیر احمد دہلوی اور مولانا عبدالحق ساکن خودر، مولانا عبدالجبار میانوی جہلمی مولانا عبدالحق پونچھ والے، مولانا عبدالرحمٰن دینا نگری کے نام نمایاں ہیں۔ کچھ عرصہ کیلئے مولانا محمد یونس اثری مظفر آباد والے، حافظ عبدالرشید گوہڑوی لاہور، مولانا محمد عبداللہ مظفر گڑہی اور مولانا عبدالمجید سنانوی بھی خدمات انجام دیتے رہے۔

راقم الحروف کی معلومات کے مطابق مولانا عبدالمجید دینا نگری علامہ محمد یوسف دینا نگری المعروف کلکتوی کے بھائی تھے۔ مولانا کلکتوی کا ہماری جماعت میں بڑا نام ہُوا کرتا تھا۔ انہوں نے......کراچی میں وفات پائی۔ حافظ عبدالرشید گوہڑوی دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں لمبے عرصہ تک مدرس اور کچھ عرصہ شیخ الحدیث رہے۔ آج کل فارغ ہیں۔ لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ مولانا محمد یونس اثری مظفر آباد چلے گئے تھے۔ آزاد کشمیر میں بہت خدمات انجام دیں۔ مساجد و مدارس کی صورت میں انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ وہ تاحیات مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر کے امیر رہے۔ مولانا عبداللہ مظفر گڑہی۔ چک بازار راولپنڈی کی مسجد اہل حدیث میں خطیب و مدرس مقرر ہو گئے تھے۔ غالباً ۱۹۹۱ء میں وہیں پر وفات پائی۔ اُن کا جنازہ بعد نماز عشاء بازار میں پڑھایا گیا۔ راقم بھی اس میں شامل تھا۔ حد نگاہ تک انسان ہی انسان تھے۔ جس سے ان کی خدمات اور مقبولیت کا اندازہ ہوتا تھا۔ مولانا عبدالمجید سنانوی غالباً بعد میں مسجد مبارک اہل حدیث مشین محلہ نمبر ۳ میں خطیب مقرر ہو گئے تھے۔

جہلم کا چوتھا دور حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ کی خدمات پر مشتمل ہے۔ پانچواں دور علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کریم سب کی خدمات کو قبول فرمائے، اور موجودہ خادم دین متین حافظ عبدالحمید عامر حفظہا اللہ کی مدد اور نصرت فرمائے۔ آمین۔

راقم الحروف کا جامعہ سے تعلق: عیسوی سن تو ۱۹۸۸ء تھا۔ مہینہ یاد نہیں۔ لیکن قمری اعتبار سے شوال المکرّم تھا جب میں جامعہ علوم اثریہ میں حصول علم کیلئے پہنچا۔ تین برس تک ہم جامعہ کی پہلی عمارت میں زیر تعلیم رہے جہاں اب جامعہ اُثریہ للبنات ہے۔ ابتدائی کلاسوں کے تین یا چار امتحانات میں خاصی محنت کی اور میں پورے جامعہ میں اول آیا۔ ایک امتحان میں 99,50% نمبر حاصل کئے ۱۹۹۳ء میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے سند فراغت حاصل کی۔ پھر بطور مدرس یہاں آیا۔ ۱۹۹۵ء میں لاہور چلا گیا۔ شادی کے بعد ۱۹۹۶ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع لاہور کے ناظم اعلیٰ کی ذمہ داری سے استعفیٰ دے کر علامہ محمد مدنی ؒ کے حکم پر پھر جہلم آ گیا۔ ۱۹۹۷ء

کے اوائل میں یہاں سے چلا گیا۔اب عرصہ دس (۱۰) سال سے لاہور میں ہی کام کر رہا ہوں۔

استاذی المکرّم حافظ عبدالحمید عامر حفظہ اللہ نے مجھے اپنے تعارف کا حکم فرمایا۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی **اَلامْرُ فَوْقَ الْاَدب** کے تحت چند باتیں لکھ رہا ہوں خود ستائی مقصود نہیں ہے۔ میں نے تدریس کے ساتھ یہاں پر خطابت، فتویٰ، لائبریری کی نظامت کی ذمہ داری بھی ادا کی ہے۔ خطابت کا تعلق کوٹلہ آئمہ کی پرانی مسجد سے ہے جہاں ایک موقعہ پر مشترکہ خطبہ شروع ہوا تھا۔ جس کے روح رواں حکیم راجہ محمد تسلیم بھٹی مرحوم تھے جن کے بیٹے ڈاکٹر عاطف جواد اہل حدیث یوتھ فورس کا کام کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پرانی سلومی مسجد میں بھی خطابت کی۔ حضرت مولانا صبیح الدین مرحوم کی آخری طویل بیماری کے ایام میں چند ماہ تک مسجد علیاء میں بھی خطیب رہا۔ حافظ عبدالحمید صاحب کی نیابت میں جامع مسجد سلطان میں بھی متعدد مرتبہ خطبہ دیا۔ یہاں سے اپنے علاقے لاہور چلے جانے کے بعد بھی اُن تمام کاموں کے ساتھ بہت تعلق رہا۔ چھ برس تک تدریس میں صحیح بخاری شریف پڑھائی۔ جماعتی رسائل میں مضامین لکھے۔ عربی سے اردو میں کتب کے تراجم لکھے جن کی تعداد سولہ (۱۶) ہے۔ مکمل قرآن پاک کی تفسیر بصورت دورہ تفسیر پڑھائی۔ رمضان المبارک میں فجر اور تراویح کے بعد خلاصہ قرآن پاک سترہ مرتبہ بیان کر چکا ہوں۔ جماعتی طور پر لاہور ضلع کا ناظم اعلیٰ بننے کے بعد مختلف ذمہ داریوں پر رہا۔ عرصہ چھ برس سے صوبائی کابینہ میں ہوں۔ مرکزی تنظیم کی دو کمیٹیوں کا بھی رکن ہوں۔ جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی/ مؤسسۃ الفرقان الخیریۃ پشاور دفتر کیلئے پنجاب کے آئمہ اور دُعاۃ کا نگران بھی ہوں۔ تراجم میں مشکوٰۃ شریف۔ فقہ السنہ (۳) حصے۔ تفسیر سورۃ نور۔ فتاویٰ علماء البلد الحرام ۱۳۰۰ صفحات۔ المنجد فی اللغۃ اغاثۃ اللھفان نمایاں طور پر شامل ہیں۔

علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ: حدیث شریف میں ہے تم اپنے فوت شدگان کی خوبیاں ذکر کرو۔ علامہ محمد مدنی مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ بانی جامعہ کے جنازے سے اگلے روز بتاریخ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو قائد جمعیت علامہ احسان الٰہی ظہیر جمعیت کے نائب ناظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی و دیگر ذمہ داران کے ہمراہ جہلم آئے۔ اُنہوں نے حافظ عبدالغفور صاحب کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا۔ اس موقع پر علامہ محمد مدنیؒ کو مرحوم بانی جامعہ کی جگہ پر جمعیت اہل حدیث پنجاب کا امیر بنا دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ مدنی صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن وغیرہ مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کیلئے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ وہاں سے نمایاں کامیابی کے ساتھ سند فراغت حاصل کی۔ جب وطن عزیز میں واپس آئے تو والد محترم کی

اجازت اور اہل گجرات کے اصرار پر رونٹی والی مسجد میں پھر خطابت شروع کر دی جہاں مدینہ منورہ روانگی سے قبل آٹھ سال تک مستقل خطابت کرتے رہے تھے۔ کچھ عرصہ بعد تدریس چھوڑ دی۔ اور صرف خطبہ کیلئے گجرات جاتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب گجرات میں بڑے بڑے لوگ تھے۔ مثلاً دیوبندیوں میں خطیب دلپذیر سید عنایت اللہ شاہ بخاری۔ بریلویوں میں مفتی مولوی احمد یار خان نعیمی۔ سیاست میں چوہدری ظہور الٰہی کا نام گونجتا تھا۔ الغرض! ان بڑے لوگوں کی موجودگی میں علامہ مدنی ؒ نے اپنے علم، عمل، کردار اور شاندار انداز خطابت کی بناء پر جلد ہی شہر میں اپنا مقام بنالیا۔ علمی طور پر وہ مرجع بن گئے مرحوم میں خطابت کی بہت خوبیاں تھیں (۱) خطبہ موضوع پر دینا (۲) دلائل سے بات کرنا (۳) مثالیں دینا (۴) برمحل اردو اشعار (۵) لگی لپٹی نہ رکھنا وغیرہ۔ ایک دفعہ سورۃ فاتحہ کا درس بعد نماز فجر مسجد السلطان میں روزانہ شروع کیا تو ایک مہینہ سے زیادہ تک جاری رہا اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کیسے استحضار علم والے آدمی تھے۔ وہ ایک کامیاب مدرس تھے پہلے وہ اسباق باقاعدگی سے پڑھاتے رہے۔ جب راقم اس جامعہ میں گیا اُن دنوں اُن پر ذمہ داریاں زیادہ پڑ گئی تھیں اس لیے باقاعدہ اسباق نہ پڑھا سکتے تھے۔ ان کے چھوٹے تمام بھائی پڑھایا کرتے تھے۔ حافظ عبدالحمید عامر صاحب بیرون ملک دورہ پر گئے۔ تو ان کے اسباق علامہ مدنی ؒ کے ذمہ آ گئے۔ ہماری کلاس ثالثہ متوسطہ میں عربی ادب کی معروف کتاب ''کلیۃ ودمنۃ'' حافظ عبدالحمید صاحب کی جگہ پر علامہ مدنی صاحب نے پڑھائی چند دن پڑھایا لیکن خوب پڑھاتے تھے۔ انتظامی معاملات کی بہت مہارت رکھتے تھے جامعہ کے متعدد شعبے اور جہلم و بیرون شہر کی کئی مساجد کے انتظامات پر گہری نظر رکھتے تھے بعض مقامات پر سال سے زائد عرصہ تک نہ جاتے لیکن وہاں کی پل پل کی خبر رکھتے تھے۔ ملکی اور بین الاقوامی سفروں میں اُن کو ایک خاص خداداد ہمت حاصل تھی۔ آرام کی پروا کیئے بغیر لمبے روٹ بناتے اور بغیر رکاوٹ کے طے کرتے جاتے تھے۔ اب آخرت کے سفر پر روانہ ہو گئے اللہ کریم اس سفر میں بھی اُن کا حامی و ناصر ہو۔

؎ صبح سفر شام سفر اس دنیا کا انجام سفر

اُن میں قائدانہ صلاحیتیں بھی تھیں۔ وہ پہلے جماعت کے صوبائی امیر رہے پھر تادم حیات مرکزی نائب امیر رہے۔ کچھ عرصہ جماعت کے شعبہ مساجد کے چیئرمین بھی رہے۔

اُن کی قائدانہ صلاحیتیں اس وقت نکھر کر سامنے آئیں جب کویت پر قبضہ اور سعودی عرب پر حملہ کی عراقی دھمکیوں کے خلاف انہوں نے تحفظ حرمین شریفین مومنٹ نامی تحریک کی بنیاد رکھی۔ اس تحریک کے ملک بھر میں

بڑے بڑے جلسے اور جلوس ہوئے۔ عراقی سفارتخانہ کی جانب سے مبینہ طور پر ان کو متعدد مرتبہ ڈرایا دھمکایا گیا۔ لیکن بعض قریبیوں کے مشورے کے باوجود یہ اس تحریک سے بالشت بھر بھی پیچھے نہ ہٹے۔ وہ استقامت کا پہاڑ تھے۔ ﴿لا يخافون في الله لومة لائم﴾ کی عملی تصویر تھے۔

ہو پاک دامنوں کو خلش گر سے کیا خطر
خدشہ نہیں ہے آنکھ کو پلکان کے خار کا

وہ نماز کی بہت پابندی کرنے والے اور شب زندہ دار بھی تھے۔ اس چیز نے ان کو ذات باری تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کا بے شمار حصہ عطا کر دیا تھا۔ رات کے بعض حصوں میں اُن کو اکیلے میں ہاتھ اُٹھائے میں نے لمبی دُعائیں کرتے بھی دیکھا ہے اے مولا کریم! دُنیا تو گزر چکی۔ تو آخرت کے بارے میں ان کی دُعائیں قبول فرما۔ آمین۔ اساتذہ کرام خصوصاً حضرت شیخ الحدیث مولانا پیر محمد یعقوب قریشی رحمہ اللہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ طلباء پر بہت شفیق تھے۔ ہونہار طلباء کی خاص حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ اس ناکارہ پر بہت مہربان تھے۔ ایک دفعہ راقم جہلم سے تدریس چھوڑ کر کہیں اور جانے کا ارادہ کر چکا تھا۔ وہ مجھے جہلم میں رکھنے کیلئے بالخصوص ہمارے گھر شاہدرہ لاہور تشریف لائے۔ اور میرے والد گرامی سے ملاقات کی۔ تنخواہ بھی تقریباً دو (۲) گنا کر دی۔ مجھے پھر جہلم میں ہی رہنا پڑا۔ جب علامہ مدنی تشریف لائے تھے اس وقت بقول شاعر حالت کچھ یوں تھی۔

وہ آئیں گھر میں ہمارے اللہ کی رحمت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

علامہ محمد مدنی نے ۱۸۔ فروری ۲۰۰۲ء کو وفات پائی رحمۃُ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

جامعہ علوم اُثریہ: یہ اس شہر میں جماعت کا بنیادی ادارہ اور خاندان حضرت مولانا حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ کی خدمات کا مرکز ہے۔ یہاں سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں علماء کرام اور حفاظ فارغ التحصیل ہیں۔ مجھے ان میں سے نامور لوگوں کی فہرست میسر نہیں ہے۔ یقیناً یہ ایک لمبی فہرست ہے۔ اس جامعہ کا بنیادی شعبہ درس نظامی ہے جو تقریباً ایک صدی سے جاری مدرسہ دارالحدیث جہلم کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ اس کی عمارت بھی دلکش اور خوبصورت ہے۔ اللہ پاک اس کی تعمیر کے حصہ داروں کو جزائے خیر سے نوازے۔ دوسرا شعبہ حفظِ قرآن کا ہے۔ جس کی شاخیں جامعہ سے باہر مساجد میں بھی ہیں۔ اس میں بڑی تعداد میں طلباء قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں۔ تیسرا

شعبہ عصری علوم کا ہے جسے اُثریہ سکول کا نام دیا گیا ہے اس کی کارکردگی سے بھی تفصیلی وضاحت اور خدمات کے بیان کیلئے دفاتر درکار ہیں۔ ہم چند دیگر شعبوں کا ذکر کرتے ہیں:

جامعہ اُثریہ للبنات: یہ طالبات کی دینی تعلیم کا اقامتی ادارہ ہے۔ اس میں سینکڑوں طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اس کی متعدد شاخیں بھی ہیں۔ شاید اس جامعہ کا شعبہ درسِ نظامی جامعہ علوم اُثریہ کی نسبت سے پر رونق ہے اس میں خاصی تعداد ہے۔ یہ ادارہ خواتین کے حوالہ سے ملک بھر کے چند نمایاں اداروں میں شامل ہے۔

المکتبة المرکزیة: یہ جامعہ اُثریہ کی لائبریری ہے۔ جو ہزاروں کتب پر مشتمل ہے۔ اس میں نادر مخطوطات اور قیمتی نسخے بھی ہیں۔ اس لائبریری میں قائم مجلس التحقیق الاثری کے تحت بیسیوں کتب شائع کی جا چکی ہیں۔ جو بیشتر عربی میں ہیں۔ چند اردو کتب بھی ہیں۔ لیکن اردو اشاعت پر توجہ کی ضرورت ہے بالخصوص حضرت مولانا حافظ عبدالغفور جہلمیؒ کی کتب اور علامہ مدنیؒ کی تحریر جو قادیانیوں کی مخالفت میں لکھی گئی تھی ناپید ہوتی جا رہی ہیں۔

ماہنامہ حرمین: تقریباً ۱۹۹۰ء سے جاری یہ ماہنامہ صحافتی دُنیا میں اپنا اچھا مقام رکھتا ہے اس کی فائل جمع رکھنے والی اور لائبریری کی زینت بنانے والی ہے۔ اس کے سائز میں تبدیلی کمپوزنگ کالم وائز، پوائنٹ کی تبدیلی، کاغذ کی بہتری کی ضرورت ہے۔ کئی دفعہ دو ماہ بعد آتا ہے۔ اس کا تسلسل برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس میں مقامی جماعتی خبروں کا پوائنٹ مزید چھوٹا کر کے زیادہ علاقائی نمائندگی کی ضرورت ہے۔ اس میں تبصرہ کتب بھی نہیں کیا جاتا وہ بھی ہونا چاہیے۔

شعبہ مساجد: جامعہ کی طرف سے جہلم شہر گرد و نواح، دیگر اضلاع اور شہروں میں سینکڑوں مساجد تعمیر کی گئی ہیں بعض کے خرچ کے انتظام کا بھی جامعہ ذمہ دار ہے۔ اس سلسلہ خیر میں مخیر حضرات کو دست تعاون بڑھانا چاہیے۔

تبلیغ و افتاء: یہاں سے مختلف پسماندہ علاقوں میں دین کی تبلیغ کیلئے مبلغین بھی روانہ ہوتے ہیں نیز ہر قسم کے پیش آمدہ دینی مسائل پر فتویٰ بھی جاری کیا جاتا ہے۔

نظم جماعت: یہ ادارہ اور اس کے تمام متعلقین مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سے وابستہ ہیں جو ملک بھر کے اہل حدیث کی اصل نمائندہ تنظیم ہے۔ جامعہ کے رئیس جماعت کے ضلعی امیر بھی ہیں۔ مرکزی جمعیت، اہل

حدیث یوتھ فورس اور اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ضلعی دفاتر بھی یہاں پر ہیں۔علامہ مدنی مرحوم کے ہونہار صاحبزادے سعد مدنی ان دنوں اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کے مرکزی صدر ہیں۔

اثریہ ٹرسٹ ہسپتال بھٹیال و اثریہ فری ڈسپینسری: چک جمال روڈ پر اثریہ ٹرسٹ ہسپتال بھٹیال ایک عرصہ سے جاری ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ہسپتال میں کسی تقریب کے موقع پر نامور سیاستدان بابائے جمہوریت نوابزادہ نصراللہ خان مرحوم، بطور خاص تشریف لائے تھے۔اس حوالہ سے جامعہ کے دیرینہ معاون، جہلم کی معروف سیاسی وسماجی شخصیت جناب میاں نعیم بشیر اور ان کے والد مرحوم کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔

ہسپتال کے علاوہ جامعہ سے ملحقہ اثریہ فری ڈسپینسری شہر میں کام کر رہی ہے۔ جامعہ میں ہر سال یہاں پر فری آئی کیمپ منعقد کیا جاتا ہے۔جس میں غریب لوگوں کی آنکھوں کے فری آپریشن کیے جاتے ہیں۔لینز لگائے جاتے ہیں کیمپ میں جملہ ادویات اور رہائش وخوراک بالکل فری مہیا کی جاتی ہے۔

؎ یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

اس کے علاوہ بھی جامعہ کی بہت سی خدمات ہیں۔میں کس کس کا ذکر کروں اور کس کس بات کو چھوڑوں۔

؎ کچھ قمریوں کی یاد ہیں کچھ بلبلوں کو حفظ
چمن میں ٹکڑے مری داستان کے ہیں

(جاری ہے)

قاری عبدالغفور راشد کی رحلت

دارالحدیث راجووال ضلع اوکاڑا کے بڑے ہی محنتی مدرس قاری عبدالغفور راشد 14 اگست بروز منگل وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ضلع قصور کے علاقے بونگی کلیاں میں پیدا ہوئے تھے۔ دارالحدیث راجووال میں قرآن کریم حفظ کیا۔ دارالحدیث کی مسجد کی تعمیر میں انہوں نے بڑی جدوجہد کی۔۱۹۴۹ء میں خود اپنے ہاتھوں سے پھول دار ٹائلیں اور بالے وغیرہ انہوں نے ہی لگائے تھے اور فقط دو دن میں یہ چھوٹی سی مسجد تعمیر کر دی تھی۔قرآن کریم ایک سال میں یاد کر لیا تھا پھر اسی مدرسہ میں تدریس شروع کر دی تھی۔ان کے بے شمار شاگرد ہوئے ہیں اور یہ شاگرد آج اساتذہ میں شامل ہیں۔